قرآن وسنت میں اتحاد و وحدت کی اہمیّت

غلام محمد[1]
ghulammuhammadphd@gmail.com

کلیدی کلمات: وحدت، اسلامی حکمت عملی، میڈیا کی ذمہ داری، تاریخ اسلام، سیرت، باہمی تعاون

خلاصہ

اسلام دین وحدت ہے، اسلام کا بنیادی ماخذ قرآن وحدت کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ اس کے مطابق اتحاد ایک حکمت عملی کے علاوہ شرعی ضرورت بھی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ متحد ہونے کی صورت میں دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکی۔ امت مسلمہ میں انتشار اور فرقہ واریت اللہ اور اس کے رسولؐ کو سخت ناپسندیدہ ہے۔ وحدت سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلامی مذاہب میں سے ایک کا انتخاب کر لیا، بلکہ مختلف مذاہب کے اختلاف کے ساتھ تمام مسلمان دشمن کے مقابلے میں متحد ہونے چاہیں۔ اس مقالہ کے آخر میں چند مفید تجاویز بھی دی گئی ہیں، جن کے مطابق شیعہ، سنی مذاہب کی مشترکہ روایات کو شائع کیا جائے۔ تقریب مسالک پر مختلف زبانوں میں کام کیا جائے اور تفرقہ انگیز مسائل کی اشاعت سے گریز کیا جانا چاہیے۔ اسلامی ممالک میں مسلکی بنیادوں پر موجود اختلافات کی بنیاد پر کسی کو کافر، مشرک یا واجب القتل قرار دینے کی روایت ختم ہونی چاہیے۔ قتل و غارت پر قابو پانے کے لئے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ قتل کی حرمت پر مبنی قرآنی آیات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کو معاشرے میں اتحاد کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کرنا چاہیے اور جن امور سے معاشرے میں تفریق جنم لینے کا یقین یا اندیشہ ہو اس کو میڈیا پر لانے سے گریز کیا جائے۔

اسلام کے بنیادی مآخذ یعنی قرآن وسنت میں مسلمانوں کے وحدت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن وسنت کی نگاہ میں اتحاد و وحدت کے بغیر معاشرتی ترقی کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ انسانی تکامل اور ترقی کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اسلام معاشرتی اور اجتماعی مسائل کو بہت ترجیح دیتا ہے اور مسلمانوں کو گوشہ نشینی کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کا نظام اجتماع مسلمانوں کو ایک دوسرے کو مربوط رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا، دکھ درد بانٹنا یہی نظام اجتماعی کا بنیادی فلسفہ ہے۔

قرآن وسنت معاشرے میں انسانی اسلامی فضاء قائم کرنے کی غرض سے ایک اور اصل و قانون کا نہ صرف اعلان کرتا ہے بلکہ عملی طور پر اس کا نفاذ بھی چاہتا ہے وہ اصل قانون تعاون ہے وہ بھی تقویٰ اور نیکی کی بنیاد پر۔ یہ قانون معاشرے میں عدل وانصاف اور باہمی تعاون کو تقویٰ اور نیکی کی بنیاد پر پورے معاشرے میں فروغ دینا چاہتا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ رُشد و کمال کی طرف گامزن ہوگا۔

معاشرے میں اتحاد بین المسلمین قائم کرنے سے متعلق انبیاء کرام علیہم السلام خاص طور پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کردار بے مثال ہے بالخصوص مدنی زندگی میں ہر طرف اتحاد اور بھائی چارہ کی فضاء نظر آنے لگی تھی جس کے نتیجے میں مختلف جنگوں میں فتوحات حاصل ہوئیں اور مسلمانوں نے دوسرے علاقوں تک بھی رسائی حاصل کر لی۔

قرآن وسنت کے مطابق تفریق واختلافِ اُمت مسلمہ کی شکست اور اس کے زوال کا سبب ہے۔ وحدت واجتماعیت دین اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اسی وحدت واجتماعیت کو ثابت کرنے کے لئے عبادات میں بھی اجتماعیت کو شرعی حیثیت دی گئی ہے۔ خداوند کریم نے امت مسلمہ کو احکاماتِ دینی میں جماعت کے ساتھ مخاطب کیا ہے۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ سب ایک امت ہے، جو ایک جسم کی طرح ہے۔

1۔ ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

اسلام اتحاد و وحدت کے تنہا عامل حبل اللہ سے تمسک کی دعوت اور ہر طرح کے اختلاف سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔وہ مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی شمار کرتے ہوئے ان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے آپس کے روابط و تعلقات دوستانہ اور بھائیوں کی مانند ہونے چاہئیں اور پھر چھوٹے چھوٹے اختلافات کی صورت میں بھی صلح کا دستور صادر فرمایا ہے۔ اسلام نے اختلاف کو جاہلیت سے نسبت دیا ہے۔ جیسا کہ جنگ بنی مُصْطَلِقْ میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایک مہاجر اور انصار کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ انصاری نے اپنے قبیلے کو اور مہاجر نے اپنے قبیلے کو مدد کیلئے پکارا۔

جب پیغمبر اکرم ﷺ کو یہ خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسی باتیں (جن سے آپس میں فساد اور خانہ جنگی ہو) چھوڑو یہ ناپاک باتیں ہیں کیونکہ مدد طلب کرنے کی یہ صدا بہت نفرت انگیز اور بدبودار ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی دعوتوں جیسی ہے ان دو افراد اپنے دلوں سے ابھی تک جاہلیت کے مذموم اثرات نہیں مٹا سکے ہیں یہ دونوں اسلام کے عظیم مکتب سے بے خبر ہیں، جس نے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی ہے اور اسلام کی نظر میں تفرقہ وانتشار کی ہر صدا بے وقعت ہے۔ (1) بہر حال آپ ﷺ نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اس ابھرتے ہوئے فتنہ کو دبا دیا اور تفرقہ واختلاف سے اس امت کو بچالیا۔

اسلام کی نگاہ میں اتحاد کی اہمیت اور ضرورت کو مختلف جہات سے بیان کیا جا سکتا ہے۔اسلام جو دین فطرت ہے اور اس کی تعلیمات واحکامات اللہ تعالیٰ کی حکمت و تدبیر کے عکاس ہیں۔قرآن کریم جیسے آفاقی و جاودانی کتاب کا درجہ حاصل ہے،اس میں اس موضوع کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں اتحاد کی طاقت اور تفرقہ کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں۔ خصوصاً اسلام کے پیروکاروں کو اتحاد کی تاکید کی گئی ہے اور تفرقہ سے بچنے کا کہا گیا ہے۔

ظہور اسلام کے وقت عرب معاشرے میں پائے جانے والے مختلف مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ معاشرتی تقسیم اور تفرقہ بازی تھا۔ تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اس دور میں مختلف قبائل کے درمیان معمولی معاملات پہ سالہا سال جنگ وجدال کا سلسلہ چلتا رہتا تھا،جس کو اسلام نے باہمی اتحاد اور انسانیت کی تعظیم وتکریم کے تحت حل کر دیا اور جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا تو جن کاموں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دوسرے کاموں پر ترجیح دی ان میں انفرادی اور اجتماعی وحدت کا قیام قابل ذکر ہیں۔

سرورِ کونین ﷺ اتحاد و ہمدلی کے پیغمبر تھے۔آپ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد اوس وخزرج قبائل کی ایک سو بیس سالہ لڑائی کو صلح اور بھائی چارہ میں بدل دیا تاکہ مسلمان اتحاد کے ساتھ متحد و منسجم رہیں۔آپ ﷺ نے اس سلسلے میں انفرادی طور پر مسلمانوں میں اخوت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے کے ساتھ مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کے ساتھ بھی امن اور وحدت کی فضاء قائم کرنے کے لئے کئی معاہدے عمل میں لائے جن سے بخوبی معلوم ہوتا کہ اسلام کی نگاہ میں اتحاد دوسرے بہت سارے کاموں پر فوقیت رکھتا ہے۔

چونکہ دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلام دینِ اعتدال ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام کا مفہوم ہی سلامتی اور تسلیم ورضا ہے۔امن واتحاد مہذب انسانی معاشرے کی اعلیٰ خصوصیت ہے جہاں وحدت واعتدال نہیں وہاں ظلم و تشدّد ہے۔اسلام کے آنے سے پہلے لوگ باہمی اختلاف وانتشار کا شکار تھے۔اسلام کی نعمت سے ایک دوسرے کے دلوں میں الفت پیدا ہو گئی۔اسلام معاشرے میں اتحاد چاہتا ہے۔

''اتحاد'' افکار وآراء کے ایک ہونے کا نام ہے اور پھر ایک ہدف کی طرف حرکت کرنے کا نام ہے جبکہ اتحاد سے ملتا جلتا لفظ ''اجتماع'' جسموں کے ایک جگہ پر اکھٹے ہونے کا نام ہے۔ایک عوامی اجتماع میں اجسام کا اجتماع ہوتا ہے، لیکن افکار کے لحاظ سے یہ لوگ شاید ایک دوسرے سے دور ہوں اسی لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جانوروں کے درمیان بھی اجتماع ہوتا ہے لیکن اتحاد نہیں ہوتا۔

اسلام نے عقیدے میں توحید اور عمل میں مسلمانوں کی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے الٰہی اہداف ومقاصد کے حصول کے لئے اتحاد اسلامی کا سہارا لیا ہے کیونکہ کامیابی کا راز اتحاد میں مضمر ہے اور اتحاد کا ہدف اسلام کا تحفظ ہے اسی لئے اتحاد کی ضرورت اور

اہمیت پر قرآن وسنت، سیرت، عقلِ عقلاء سب کا اتفاق ہے۔قرآن کریم میں جسے آفاقی و جاودانی کتاب کا درجہ حاصل ہے،بڑی وضاحت کے ساتھ اتحاد کی طاقت وافادیت اور تفرقہ کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں خصوصا اسلام کے پیروکاروں کو اتحاد کی تاکید کی گئی ہے اور تفرقہ سے بچنے کا کہا گیا ہے۔

ظہور اسلام کے وقت عرب معاشرے میں دوسرے مسائل ومشکلات کے ساتھ ساتھ معاشرتی تقسیم اور تفرقہ بازی بھی عام تھی۔تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اس دور میں مختلف قبائل کے درمیان معمولی معاملات پہ سالہا سال جنگ وجدال کا سلسلہ چلتا رہتا تھا جس کو اسلام نے باہمی اتحاد اور انسانیت کی تعظیم اور تکریم کے تحت حل کر دیا اور جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا تو جن کاموں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دوسرے کاموں پر ترجیح دیں ان میں انفرادی اور اجتماعی وحدت کا قیام قابل ذکر ہیں۔

آپ ﷺ کی پوری کوشش رہی ہے کہ لوگ متحد رہیں اور جماعت کا شیرازہ منتشر نہ ہو، ایک پرچم تلے جمع ہوں۔آپ ﷺ ان افراد سے نفرت کا اظہار کرتے تھے جو تفرقہ پھیلانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے حتیٰ کفار ومشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ بھی آپ کا برتاؤ سخت نہیں تھا۔دین خدا کے منکر افراد جب بحث و مباحثہ کے لئے آتے تھے تو آپ ﷺ لطافت و نرمی سے پیش آتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا حسن اخلاق اپنے تو اپنے دشمنوں کے درمیان بھی مشہور تھا۔

لوگ آپ ﷺ سے متاثر ہو کر دین مبین اسلام کو قبول کرنے لگے تھے۔آپ ﷺ کے اس کردار پر بین ثبوت صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے جس میں اکثر صحابہ لڑنے کے لئے تیار تھے اور جنگ چھڑنے ہی والی تھی کہ آپ ﷺ نے دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اس ابھرتے ہوئے فتنہ کو دبا دیا اور تفرقہ واختلاف سے اس امت کو بچا لیا۔یہی وجہ تھی کہ قرآن نے واضح انداز میں اعلان کیا کہ اسلام کے آنے سے پہلے اس دور کے لوگ باہمی اختلاف اور انتشار کے شکار تھے اسلام کی نعمت سے ایک دوسرے کے دلوں میں الفت پیدا ہو گئی بنابریں اسلام کا مجموعی نقطہ نظر اتحاد اور ہمدلی سے عبارت ہے۔

خداوند کریم کے بابرکت کلام قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر وحدت کی اہمیّت اور افادیّت بیان کی گئی ہے۔قرآن مسلمانوں کو وحدت واتحاد کے تنہا عامل "حبل اللہ" سے تمسک کی دعوت اور ہر طرح کے اختلاف سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (2) ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک نہ مرنا جب تک مسلمان نہ ہو جاؤ اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔

آیہ کریمہ وحدت کے مقام و منزلت کو بیان کرتے ہوئے لوگوں کو اتحاد کی طرف دعوت دے رہی ہے اور ہر طرح کے تفرقہ سے روک رہی ہے اس عمل کی شدّت کا اندازہ اس آیت میں فعل امر اور فعل نہی کے صیغوں کے استعمال سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔مذکورہ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت چار چیزوں کا حکم دیا ہے:

- تقویٰ الہیٰ اختیار کرنا۔
- حالت اسلام اور تسلیم کی زندگی گزارنا۔
- حبل اللہ کو مضبوط اور جمیعاً پکڑنا یعنی باہم مل کے تھامنا ہے۔
- تفرقہ سے بچنا۔

یہی معاشرے میں زندگی بسر کرنے کے لئے سنہرے اصول ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کی رسی کو نہ صرف مضبوطی سے پکڑیں بلکہ تمام مسلمان اجتماعی شکل میں پکڑیں۔ چنانچہ اجتماعیت اور معیت دوسرا اہم فریضہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ اجتماعی طور پر تھامنا چاہیے۔

صاحبِ تفسیر المیزان ''اعتصام بحبل اللہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں: ''حبل اللہ'' سے مراد وہ کتاب ہے کہ جس کو اللہ نے نازل فرمایا۔ جو اللہ اور اُس کے بندے کے درمیان تعلق قائم کرتی ہے اور زمین اور آسمان کے درمیان رابطہ کرتی ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو کہیں حبل اللہ سے مراد قرآن اور نبی ہیں۔ (3) مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودؔی کے نزدیک ''اعتصام بحبل اللہ'' سے مراد اُس (اللہ) کا دین ہے اور اس کو رسی سے تعبیر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہی رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے وہی دوسری طرف تمام ایمان والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔ (4)

قرآن کا دعوت اتحاد دینا یقیناً بجا ہے کیونکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں (مسلکوں) کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہیں مشترک بنیادوں پر استوار ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہ کسی نبی کا انکار کرتا ہے، نہ رسول اللہ کی شریعت کا منکر ہے اور نہ ہی اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے۔ موضوعِ بحث آیہ کریمہ میں قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ خطاب ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا'' کے ذریعے، تمام اہل ایمان سے خطاب کیا گیا ہے، کسی مخصوص گروہ کو مخاطب قرار نہیں دیا گیا۔ اور جب ارشاد ہوا '' وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا '' اگر مومنین کے دو گروہوں میں جنگ ہو جائے تو ان کے درمیان مصالحت و مفاہمت کروایئے۔ (5) یہاں بھی تمام مومنین کو مخاطب بنایا گیا ہے کسی مخصوص گروہ کو نہیں۔ قرآن ان اعلانات کے ذریعے مذہبی تعصب کے تنازعہ کو پائیدار بنیادوں پر ختم کر سکتا ہے جس سے آج کی انسانیت دوچار ہے۔

اس سلسلے میں قرآن کریم مسلمانوں کو ایک اہم ترین عُنوان دیتا ہے اور وہ اُمت کا عنوان ہے۔ جیساکہ سورہ آل عمران آیہ/۱۱۰ میں ارشاد ہو رہا ہے: "(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو بہترین اُمت کہا گیا ہے اور اس اُمت کی خلقت کا مقصد انسانیت کی ہدایت ہے۔ تو سب سے پہلے یہ خود اُمت بنے اور اُمت، اتحاد کے بغیر نہیں بن سکتی۔ اگر آج مسلمان دوسروں کی ہدایت کرنے کے بجائے خود ہدایت یافتہ نہ ہوں تو سمجھ لیجئے کہ وہ خود اُمت نہیں بنے اور قرآنی دستورات پہ عمل نہیں کیا ہے۔ قران میں جن دستورات کا حکم دیا گیا ہے مسلمانوں نے انہیں فراموش کر دیا ہے۔ جبکہ قرآن چودہ سو سال سے مسلمانوں کو جس خطرے کی طرف توجہ دلاتا رہا ہے وہ اختلاف ہے۔ جیساکہ قرآن میں ارشاد ہو رہا ہے: وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (6) اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا (اپنے جذبات اور خواہشات کو قابو میں رکھو اور اگر اختلاف کروگے تو) تمہاری شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی تم بزدل ہو جاؤگے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔

اسلام کے سبب ماضی کے مسلمانوں میں اتحاد قائم ہونے کے بعد ان میں ایسی طاقت آ گئی کہ جس نے دشمنوں کو مختلف محاذوں پہ ناکامی سے دوچار کر دیا بنابرایں اس طاقت کو یقینی طور پر مادی قرار نہیں دیا جا سکتا ہے تاریخ کے دقیق مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ طاقت الٰہی تھی جو کئی موارد اور مواقع پر مسلمانوں کو میسر آئی جیساکہ سورہ انفال/۲۶ میں قرآن نے بھی اس بات کو بیان کیا ہے: "یاد کرو وہ وقت کہ جب تم تھوڑے تھے زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دیا اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار بنو۔"

وحدت ایک ایسا کلمہ ہے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان محبت و شفقت پیدا ہوتی ہے، قرآن نے اصحاب پیغمبر کے بارے میں فرمایا: مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (7) محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھی کفّار کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشفق و مہربان ہیں۔

مفہوم وحدت فقط یہ نہیں کہ تمام مسلمان آپس میں دوستی و محبت کو برقرار رکھیں، بلکہ عملی طور پر متحد ہو کر قرآن و اسلام اور اس کے اصول سے دفاع کریں اور تفرقے کی لعنت سے خود کو بچائیں قرآن نے اسی لیے اتحاد بین المسلمین کی تاکید کی ہے اور اس کے ساتھ قرآن نے کھل کر مسلمانوں کو تفرقہ واختلاف سے بچنے کا مشورہ دیا ہے: جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ" (8) اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہَوا اُکھڑ جائے گی۔"

وحدت اور اتحاد قرآن کی نظر میں ان واجبات میں سے ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسلامی اتحاد عالم اسلام اور مسلمانوں کا سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے اور اس کی ضرورت ہر دور اور ہر زمانے میں محسوس کی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں بڑی کثرت سے اتحاد کو قائم رکھنے اور باہمی خلفشار وانتشار سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (9) یہ تمہاری اُمت حقیقت میں ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا ربّ ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

اس آیہ کریمہ میں تمام انسانوں کو مخاطب کرکے کہا گیا اے انسانو! تم بس حقیقت میں ایک ہی امت اور ایک ہی ملت تھے۔ دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام آئے وہ سب ایک ہی دین لے کر آئے تھے بعد میں لوگوں نے اُسی دین کو بگاڑ کر مختلف راہیں اپنالیں۔ کسی نے چند احکام لئے اور اس نے اپنا راستہ الگ بنالیا کسی نے دوسرے احکام لے کر الگ راستہ اختیار کیا۔ پھر ہر ایک نے ایک جز لے کر بہت سی چیزیں اپنی طرف سے اس میں شامل کرلی۔ اس طرح بے شمار ملتیں وجود میں آئیں۔ اب یہ فرض کرلینا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیحیوں کے بانی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے بانی تھے جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسلام کی بناء ڈالی، یہ محض ایک غلط خیال ہے۔ البتہ یہ بات کہ یہ مختلف ملتیں اپنے آپ کو مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف منسوب کررہی ہیں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ملتوں کا یہ اختلاف انبیاءؑ کاڈالا ہوا ہے۔ اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاءؑ مختلف مذاہب نہیں بنا سکتے تھے اور نہ ایک خدا کے سوا کسی اور کی بندگی سکھا سکتے تھے۔ آیہ کریمہ میں "هٰذِهٖ" گذشتہ انبیاءؑ کی اُمتوں کی طرف اشارہ ہے کہ جو سب اللہ کے نزدیک امت واحدہ تھے اور سب کے سب ایک ہی ہدف کیلئے مصروفِ عمل رہے۔ یہ بات قابل توجّہ ہے کہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ اسی آیت کا مفہوم سورہ مومنون میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (10) اور یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھی سے تم ڈرو۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے سے مراد یعنی تم ایک ہی گروہ کے لوگ ہو۔ "اُمت" کا لفظ اس مجموعہ افراد پر بولا جاتا ہے جو کسی اصلِ مشترک پر جمع ہو۔ انبیاء کرامؑ چونکہ اختلاف زمانہ و مقام کے باوجود ایک عقیدے، ایک دین اور ایک دعوت پر جمع تھے اس لئے فرمایا گیا کہ ان سب کی ایک ہی اُمت ہے۔

قرآن کے اس اہم موضوع یعنی "وحدت المسلمین" کو منتخب کرنے کا مقصد مسلمانوں کے درمیان تفرقہ انگیز کوششوں کو حوصلہ شکنی اور اُنہیں سے بُرے نتائج سے باخبر رکھنا ہے۔ کیونکہ اتحاد ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے تاریخ عالم میں مختلف اقوام نے استفادہ کرتے ہوئے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو لوٹایا ہے۔ سر زمین مکہ میں بھی اسلام کی آمد کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو وحدت کی تعلیم دی اور آپ نے ابتدائے اسلام میں پیش آنے والے کٹھن اوقات میں بھی کمال اتحاد کے ساتھ اپنے مشن کو جاری و ساری رکھا۔

مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد مختلف اقوام اور قبائل کے ساتھ کئے گئے معاہدے بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام شروع سے ہی اتحاد کا علمبردار رہاہے اور دیگر مذاہب کے ساتھ بھی اتفاق باہمی کے اصول کے تحت وحدت واتحاد کاحامی رہا ہے۔ قرآن و احادیث میں اتحاد و وحدت خود اس بات کا مظہر ہے کہ مسلمانوں کی ترقی میں جہاں اسلامی تعلیمات پر مکمل طورپر عمل ایک جاندار وجہ رہی ہے وہاں مختلف خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے اور ریاست کے اندر امن کی بقاء کیلئے اتحاد کو بھی ایک کلیدی حیثیت دی گئ ہے۔

یہی وجہ تھی کہ حیات رسول اللہ ﷺ اور اس کے بعد بہت کم عرصے میں سر زمین عرب اور اطراف میں اسلام کا پرچم لہرا دیا گیا۔ لیکن آج مسلمان زوال کی طرف ہیں اس لئے کہ اس زوال کے پیچھے جہاں بہت ساری وجوہات کارفرما ہی ہیں وہاں مسلمانوں کا غیر ضروری چیزوں میں الجھ کر اندورن خانہ اپنی طاقت کو تفرقہ اندازی کی نذر کرنا بھی ایک وجہ ہے۔ مسلمان اسلام کے تمام اصولوں پر متفق ہونے کے باوجود غیر ضروری اور فروعی و جزئی اختلافات کی وجہ سے نا قابل تلافی نقصان اُٹھا رہے ہیں۔

آج صورت حال اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ مسلمان آج ایک دوسرے کو مسلمان قبول کرنے کیلئے بھی تیار نہیں۔ وہ دوسروں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کیلئے اپنی طاقت کو استعمال کرنے کے بجائے ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کیلئے زور آزمائی کررہے ہیں۔ صاحبِ شعور مسلمان اس بات پر حیران و پریشان ہیں کہ تفرقہ کی اس بیماری نے پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ایک طرف مخالفین کی نہ رکنے والی جارحیت ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کے آپس میں فروعی اختلافات نے اسلام و مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ آج دشمنان اسلام اپنے تمام اصولی و فروعی اختلافات کے باوجود اسلام کے خلاف متحد نظر آتے ہیں، لیکن مسلمان دینی مفاد کیلئے ایک نظر نہیں آتے۔

آج فلسطین، کشمیر، برما، شام، افغانستان، یمن نہ جانے کتنے مسلم ممالک کے مظلوموں کی دل دہلا دینے والی آہ وبکا، جنازوں پر نوحہ کناں ماوں اور بہنوں کو پوری دنیاہر روز میڈیا پر دیکھ رہی ہے، مگر مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا یہ سب کچھ اس لیے کہ مسلمان متحد نہیں اور مسلمانوں کو اُمت واحد ہونے کے باوجود قرآن اور پیغمبر اکرم ﷺ کی تعلیمات کا کوئی لحاظ نہیں۔

خلاصہ کلام

- اتحاد ایک اسٹریٹجی و حکمت عملی کے علاوہ شرعی ضرورت بھی ہے جس کا ثبوت قرآنی نصوص میں موجود ہے۔
- شارعِ مقدس نے اسلامی اتحاد اور بھائی چارے کی طرف خاص توجہ دی ہے اور یہ اسلام کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔
- اسلام دین وحدت ہے اور اسلام اپنے تمام ماننے والوں کو متحد دیکھنا چاہتا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان متحد ہونے کی صورت میں دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔
- قوموں کی کامیابی کا راز ان کا آپس میں اتفاق و اتحاد رہا ہے۔
- امت مسلمہ میں انتشار اور فرقہ واریت کا ذریعہ بننا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں سخت ناپسندیدہ ہے۔
- وحدت اسلامی سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلامی مذاہب میں سے ایک کا انتخاب کر لیا جائے یا تمام مذاہب کے مشترکات کو لے لیا جائے اور اختلافات کو چھوڑ کر ایک نیا مذہب ایجاد کیا جائے بلکہ مسلمانوں کو مختلف مذاہب میں ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن کے مقابلہ میں متحد ہونا ہے چونکہ اسلامی مذاہب کی راہیں مختلف ضرور ہیں مگر منزل ایک ہے۔

چند مفید تجاویز

- مختلف موضوعات سے متعلق شیعہ، سنی روایات کو اکٹھا کر کے چھپوایا جائے۔
- تقریب مسالک کے موضوع پر مختلف زبانوں میں چینلز چلانے اور نئی کتابیں چھپوانی چاہیے۔
- متنازع مسائل کی اشاعت سے گریز کیا جانا چاہیے۔
- اسلامی ممالک میں مسلکی بنیادوں پر موجود اختلافات کی بنیاد پر کسی کو کافر، مشرک یا واجب القتل قرار دینے کی روایت ختم ہونی چاہیے جس سے معاشرے میں بدامنی و فساد اور عدم برداشت کا رویہ فروغ پا رہا ہے۔
- قتل و غارت پر قابو پانے کے لئے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔
- قتل کی حرمت کے حکم پر مبنی آیات جیساکہ مَنۡ قتل نَفۡساً۔۔۔(مائدہ ۳۲)اور خودکشی کی ممانعت کی آیت جیساکہ وَلاتقتُلُوا انفسکم۔۔۔(نساء ۲۹) جیسی آیات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔
- اسلامی ممالک کی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ تمام اہل علم کو یکجا کر کے ان سے بین المسالک ہم آہنگی کی فضا پیدا کروانے میں اپنا کردار ادا کرے۔
- موجودہ دور میں میڈیا کی اہمیت سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے لازم ہے کہ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا معاشرے میں اتحاد پیدا کرنے والی سرگرمیوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں اور جن امور سے معاشرے میں تفریق جنم لینے کا یقین یا اندیشہ ہو اس کو میڈیا پر لانے سے گریز کیا جائے۔

*****

حوالہ جات

1۔ابوعبداللہ محمد اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج۲،کتاب تفسیر، باب قولہ یقولون لئن رجعنا الی المدینہ۔۔۔ح۲۰۱۲، ص۱۰۴۰۔۱۴۴۱ا ترجمہ وحیدالزمان، مکتبہ رحمانیہ لاہور

◈ سجانی تبریزی، جعفر، فروغ ابدیّت، ج ۲، قم، بوستان کتابِ قم، چاپ بیست ویکم ۱۳۸۵،

◈ سیرت النبی کامل، ابن ہشام، ترجمہ عبدالجلیل صدیقی، ج ۲، ص ۳۴۶

◈ ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ، تاریخ طبری، ج ۲، ص ۶۰۴

◈ سہیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ الخثعمی، الروض الانف فی تفسیر السیرة النبویة لابن ہشام، ج ۴، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۶۷ء، ص ۱۴۔۱۵

2۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۰۲۔۱۰۳

3۔ سید محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۳، موسسہ اسماعیلیان ایران قم، الطبعة الثالثہ، ۱۴۱۲ھ، ص: ۳۶۹

4۔ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج ۱، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص: ۲۷۶

5۔ سورہ حجرات، آیت: ۹

6۔ سورہ انفال، آیت: ۴۶

7۔ سورہ فتح، آیت: ۲۹

8۔ سورہ انفال، آیت: ۴۶

9۔ سورہ انبیاء آیت: ۹۲

10۔ سورہ مومنون، آیت: ۵۲